



سوال

(706) ”مصافحہ“ ایک ہاتھ سے یا دو ہاتھوں سے کرنا چاہیے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم مفتی صاحب! عرض ہے کہ میں نے ایک صاحب (جو مسلکاً حنفی ہے) کو ایک ہاتھ سے مصلیٰ کی حدیث دکھائی تو انہوں نے کہا آپ اہل حدیث حضرات اس حدیث میں ایک ہاتھ (یَد) کس بنا پر مراء لیتے ہو، حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ ”اس حدیث کی عربی میں بھی ”یَد“ استعمال ہوا ہے، تو اگر کوئی انسان دوسرے انسان کو مارے تو دوسرا ہاتھ استعمال نہیں کرے گا کیا؟ اسی طرح جب مصافحہ میں ایک ہاتھ یعنی یَد آیا ہے تو دوسرا ہاتھ مصافحہ میں استعمال کرے گا۔

اس مسئلہ کو تفصیل سے تحریر کریں تاکہ میرے علم میں بھی اضافہ ہو۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ (مرزا عمر علی، شہدادپور) (۸۔ اگست ۲۰۰۳ء)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہاں بحث صرف لفظ ”یَد“ سے نہیں بلکہ یہ لفظ ”مصافحہ“ کے تابع ہے۔ اہل لغت کے نزدیک ”مصافحہ“ ہتھیلی کے ہتھیلی کے ساتھ الصاق (مل جانے) کا نام ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہی مَفَاعَلَةٌ مِنَ الصَّفْحِ وَالْمُرَاؤِبْنَا الْأَفْئَاءُ بِصَفْحِ الْيَدِ إِلَى صَفْحِ الْيَدِ“ (فتح الباری: ۵۳/۱)

”مصافحہ بروزن مفاعلہ صفتیہ سے ماخوذ ہے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ ایک آدمی کے ہاتھ کی ہتھیلی کا دوسرے کے ہاتھ کی ہتھیلی کو لگ جانا۔“

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اور علامہ قاری نے ”مرقاۃ“ میں اور دیگر کئی ایک علمائے حنفیہ نے مصافحہ کی اسی طرح تعریف کی ہے۔ ”تمہید ابن عبد البر“ میں ہے کہ عبد اللہ بن بسر نے کہا:

”صَافَحْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ (ربما لَمْ تَكُنْ تَقَاتُ وَإِسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ)

لوگو! تم میرے اس ہاتھ کو دیکھتے ہو، اس کے ساتھ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا تھا۔ ”(اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں اور سند متصل ہے)



”مسند احمد“ کے الفاظ ہوں ہیں :

”تَرَوْنَ كَفِّي بِذِهِ، فَأَشْبَهُتُنِي وَضَعْتُنَا عَلَى كَفِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ (مسند احمد، رقم: ۱۷۹۰۶۰)

”عبداللہ بن بسر نے کہا تم میری اس ہتھیلی کو دیکھتے ہو، پس میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اس کو محمد ﷺ کی ہتھیلی پر رکھا ہے۔“ (اس کی سند صحیح ہے۔)

واضح ہو کہ لفظ ’یَدِیْ بَذِهِ وَكَفِّيْ بَذِهِ‘ میں معترض کے دعوے کی واضح تردید ہے کیونکہ ہَذِهِ اسم اشارہ واحد کے لیے ہے، لفظ یَدِیْ اور كَفِّيْ میں بھی ایک ہاتھ اور ایک ہتھیلی کا تعین ہے، دونوں مراد نہیں۔ جب کہ سوال میں مشارالیه حدیث میں عموم مقصود ہے، یَدِ حقیقی ہو یا معنوی۔ یعنی مسلمان کو تکلیف دینا ہی منع ہے، ہاتھ سے ہو، زبان سے ہو، ٹانگ سے ہو یا کسی دوسری معنوی صورت میں۔ جیسے ناحق کسی کے حق پر قابض ہو جانا بھی تکلیف دہ امر ہے، لیکن یہ قبضہ حقیقی ہاتھ سے نہیں۔ (عمدة القاری: ۱/۲۰۰)

یہاں یَدِ کا مضموم واحد اور تشبیہ کی حدود سے بالاتر ہے، عمومی، جملہ صورتوں پر اس کا اطلاق ہوگا۔ واحد اور تشبیہ کا تعین اکثر و بیشتر تصریح سے اور بعض اوقات قرآن سے ہوتا ہے۔

مصافحہ میں دوسرے ہاتھ کا استعمال مصافحہ کی اصل تعریف سے خارج ہے اور ”صحیح بخاری“ میں ابن مسعود کی حدیث:

’وَكَفِّيْ يَدِيْ كَفِّيْ‘ (صحیح البخاری، باب الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ، رقم: ۶۲۶۵) سے مقصود مصافحہ نہیں بلکہ مزید اہتمام تعلیم کی خاطر دونوں ہاتھوں کو پکڑنا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی نے اپنے بعض فتوؤں میں اس امر کی تصریح کی ہے جس کی تفصیل ”تحفۃ الاحوذی“ (۵۲۲/۷) میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ مصافحہ دائیں ہاتھ سے ہو، یہی افضل ہے۔ (التحفة: ۵۱۹/۷)

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (کتاب المقالة الحسنی فی سنۃ المصافحہ بالید الیمنی للعلامة عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ حاقظ ثناء اللہ مدنی

جلد: 3، کتاب اللباس: صفحہ: 503

محدث فتویٰ